

اندر کے صفحات پر

- بائیکل کی افادیت
- کراچی کا پھرا-ریل گاڑی کی تجویز
- ایورسٹ کا ستمبر
- مکی ہائیک محافظ کے انتظار میں

شہری



SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک بڑا سماجی اور سیاسی شعور رکھنا اور وطن پرستی کو بڑھانے کے لیے سہارا دینا ہے۔

اپریل تا جون 1995ء
برائے بہتر ماحول



سیلابی پانی کے نکاس کا قصہ ہاؤسنگ سوسائٹی اور بلڈرز زامافیا کا کردار

ایچ ایس اور ملحقہ کے اے ای سی ہاؤسنگ سوسائٹی کے مینٹننس نے ہماری بھر کم مینٹننس کے ذریعے ریلوے لائن کے پاس کھدائی ہوتے ہوئے دیکھی، پھر تاور درخت کاٹے گئے نالے کے کنارے بنی ہوئی نکلرٹ کی دیوار بہت سی جگہوں پر سے گرا دی گئی اور لمبے نالے میں پھینک دیا گیا۔

کچھ چوکس پڑوسیوں نے اس بات کا پتا لگایا کہ دیوار کو گرانے اور نالے کو بھر کر ہری پٹی کے ساتھ ملا کے جو جگہ بنائی جا رہی ہے اس کو ایک کرشل امیریا کی تعمیر کے لیے استعمال کیا جائے گا اور پھر ریلوے کی پٹیوں کی قریب اس دکاؤں اور اپارٹمنٹس والے کمپلیکس کے پیچھے ایک اٹھلا نالہ بنایا جائے گا۔

مزید تحقیقات سے معلوم ہوا کہ کراچی بلڈنگ کنٹریول اتھارٹی جو کہ کے ایم سی کا ذیلی ادارہ ہے نے 12 ستمبر 1994ء کو مراسلہ نمبر پی ای سی ایچ ایس / پی سی 4124/94/8 کے ذریعے سیلابی پانی کی نکاسی کے نالے کی منتقلی کی منظوری دی تھی۔ باقی صفحہ نمبر ۱۶

سیلابی پانی کی نکاسی کے لئے نالے بنانا اور ان کی دیکھ بھال کرنا کراچی میٹرو پولیٹن کارپوریشن (کے ایم سی) کی ذمہ داری ہے۔ 1977ء میں آنے والے سیلاب کی وجہ سے پی ای سی ایچ ایس - بلاک 6 کے مکانات زیر آب آگئے تھے چنانچہ 1982ء میں کے ایم سی نے ٹیکس وینڈنگان کے پیسے سے بارشوں کے پانی کے لیے راستا بنانے کے لیے ایک نالہ بنایا۔ نکلرٹ کے فرش اور پشتوں والا یہ نالہ چیمبر ہالٹ کے نزدیک بنایا گیا۔ یہ کراچی کینٹ 'لائڈ می سیکشن میں لائن کے متوازی رہتا ہے اور ایک چالیس فٹ چوڑی سڑک اور درختوں بھری آٹھ فٹ کی ہری پٹی مکانات کو نالے سے علیحدہ کرتی ہے سال بھر یہ گندگی کی نکاسی کا بھی کام کرتا ہے۔ پی ای سی ایچ ایس اور دیگر ہاؤسنگ سوسائٹیوں کا گند پانی جو یہیں گھٹنے اس نالے میں بہتا ہے۔

گزشتہ سال مسلسل شدید بارشوں کے باوجود پانی مکانات میں داخل نہیں ہوا کیوں کہ یہ نالہ اس علاقے کے لیے سینٹی والو کا کام کر رہا تھا۔ اسمال فروری کے مہینے میں پی ای سی

صاف مال: تعمیراتی بے قاعدگی کی مثال

شہری سی سی پی ای سی ایچ ایس کے تعمیراتی پروجیکٹ کے غیر قانونی پہلوؤں کو بے نقاب کرتے ہیں

یہ کمائی کراچی کی بدنام زمانہ تعمیراتی صنعت میں بادشاہی چاہتی ہے۔ وہ پلاس جو سرکاری طور پر رہائش کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں ان پر کرشل بلڈنگز تعمیر کرنا ایک عام سے بات ہو گئی ہے اور کراچی وائز اینڈ سیوریج بورڈ (KWSB) اور کراچی الیکٹریک سپلائی کارپوریشن (KESC) اپنی عدم اعراض کے سرٹیفیکٹس (NOCs) بھی دے دیتے ہیں جہاں تک زیر تعمیر صاف شاؤنگ مال کا تعلق ہے۔ شہری CBE نے تعمیراتی بے قاعدگیوں کے حوالے سے بہت سی باتوں کا سراغ لگایا ہے۔ پی ای سی ایچ ایس بلاک II میں علامہ اقبال روڈ اور خوش مال روڈ جہاں ایک دو سرے کو کاتی ہیں وہاں جلد ہی صاف مال اپنی شاندار موبہٹی کا احساس دلائے والا ہے۔ یہ مجوزہ شاؤنگ مال ایک رہائشی اور کرشل پراجیکٹ ہے جو پلاس نمبر 154 سے 'بی اور سی پر تعمیر کیا جائے گا۔ یہ تین پلاٹ خالصتاً رہائشی علاقے میں واقع ہیں۔

آباد شہری آف ورس کی اجازت کے بغیر ان پلاٹوں کو کرشل بلڈنگز کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے جس نے اس پر اپنی کو بیٹے پر دے رکھا ہے۔ لیز کے معاہدے کی شق 7 کے تحت پی ای سی ایچ ایس میں زمین کے استعمال میں کسی کی تبدیلی عوامی رائے معلوم کیے بغیر اور پے پے دینے والے کی واضح اجازت کے بغیر نہیں کی جاسکتی۔ پی ای سی ایچ ایس کی زمین کو مزید تحفظ کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشن شیڈول II کے ذریعے فراہم کیا گیا ہے جس میں واضح طور پر زمین کے استعمال میں تبدیلی کے طریقہ کار بتائے گئے ہیں (یہ ضمنی قوانین سو روپے ادا کر کے صرف سوک سینٹریس کے ذی اسے کی لاہوری سے حاصل کیے جاسکتے ہیں) اس کے باوجود سارے قانونی ضابطوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر کا آغاز ہونے والا ہے۔ کراچی کے بے یار و مدگار شہریوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ اوارسے جو اس ضمن میں ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے قائم کیے گئے تھے ان اداروں کو وہ لوگ چلاتے اور کنٹرول





نے ان مرحلہ آ نکھیں بند کر رکھی ہیں جسے شہر میں ہونے والی اور بہت سی غیر قانونی بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر کے بارے میں کر رکھی ہیں جو کچھ کاغذ پر ہے وہ تو اچھا ہے لیکن جو درحقیقت تعمیر کیا گیا ہے وہ تعمیراتی ضابطوں کی خلاف ورزی ہے یوں یوٹیلیٹی کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں پانی کی قلت کا پریشان کن مسئلہ پیدا ہوتا ہے بجلی بار بار چلی جاتی ہے اور ٹالیوں میں گندگی بھر جاتی ہے اور ظاہر ہے منصوبہ بندی کے فقدان اور غیر قانونی تعمیرات کے نتیجے میں پارکنگ، آلودگی، گھنجان آبادی اور لائینڈ آرڈر کے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں۔

شہری سی بی ای نے صدف مال کی ۱۱۰۰ مربع فٹ والے بے خبر شہریوں کو غنچہ پے رونا ہونے والی مصیبت کے بارے میں علاقے کی باسیوں میں تقسیم کی جانے والی یادداشت میں یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ کیا آپ کے علاقے میں اس "چھوٹے شہر" کے لیے جگہ ہے؟ کیا موجودہ شہری زیریں ڈھانچے کے لیے یہ قابل برداشت ہے؟ اسے اور مستقبل میں ہونے والی تعمیراتی خلاف ورزیوں کو روکنے کے لیے کیونتی کی جانب سے کارروائی ضروری ہے کیوں کہ شہری سولتیس اور زیریں ڈھانچے پہلے ہی مکمل تباہی کے کنارے پہنچ چکے ہیں۔

مزید تفصیلات کے لیے ص ۱۸ اور ۱۹ ملاحظہ فرمائیے

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے حکام نے صدف شاپنگ مال جیسی بلند و بالا عمارتوں کی غیر قانونی تعمیرات پر آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کا این او سی حاصل کرنے سے پہلے مستقبل کے کسی بھی کنسٹرکشن پروجیکٹ کو 26 شرائط پوری کرنا ہوتی ہیں۔ اہم شرائط میں سے کے ڈبلو ایس بی کے ای ایس سی اور سوئی گیس سے این او سیز حاصل کرنا ہے ان سرٹیفیکٹس کی عبارتوں کا متن اکثر ایک دوسرے سے نہیں ملتا اور نہ ہی جو درحقیقت تعمیر کیا جاتا ہے اس سے ملتا ہے صدف مال کے معاملے میں کے ای ایس سی اور کے ڈبلو ایس بی کے این او سیز تین منزلہ رہائشی پراجیکٹ کے لیے ہیں جب کہ این او سی کا این او سی پانچ منزلہ کمرشل پراجیکٹ کے لیے ہے۔

تمام متعلقہ افسران اور محکمے ان چاروں این او سیز میں پائے جانے والے تفاوت سے پورے طور پر آگاہ ہیں لیکن اس معاملے میں بھی انہوں

کرتے ہیں جو ہمیشہ نجی منافع خودوں کو ترجیح دینے لگے کہ عام پبلک کو۔ یہ حقیقت کہ بلڈرز ایک عدم اعتراض کے سرٹیفیکٹ مورخہ

(D) KBCA, KMC, DCB,

94, 19, ADV, 1882 کی شکل میں کراچی بلڈرز اینڈ کنسٹرکشن اتھارٹی (KBCA) سے اجازت حاصل کر چکے ہیں پلاٹ نمبر 154-A سے ایک پانچ منزلہ عمارت کی تعمیر کی اجازت دینے کا ثبوت ہے KWSB نے تین منزلہ کے لیے این او سی جاری کیا ہے اور صرف نصف اونچ قطر کے پانی کے پائپ کی اجازت دی ہے۔ اس این او سی کی شق 7 میں یہ بھی کہا گیا ہے "یہ این او سی صرف مالکان کے لیے جاری کیا گیا ہے" ڈیولپرز اور بلڈرز دوغیرہ کے لیے نہیں۔

ان شرائط سے قطع نظر بلڈرز نے اپارٹمنٹس کی فروخت کے لیے اشتہار بازی شروع کر دی ہے اور تفصیلات اور خوبیاں وہ بتا رہے ہیں ان ہی سے اگر کوئی چیک کرنے کی زحمت کو اڑھ کرے تو منصوبوں اور این او سیز کے درمیان عدم مطابقت نظر آجاتی ہے۔ زیریں منزلہ پر چھوٹی بڑی 36 دکانیں ہوں گی جن کا رخ علاقہ اقبال روڈ اور خوش حال روڈ کی طرف ہوگا۔

تین پلاٹس پر تین عمارتیں تعمیر کی جائیں گی، ہر ایک پانچ منزلہ ہوگی اور ہر بلڈنگ میں 52 فلیٹس ہوں گے ہر پلاٹ پر 156 باقہ روزوار 52 فلیٹس ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کے ڈبلو ایس بی کے الاٹ کردہ آدھا اونچ قطر والے پائپ کے ذریعے ایک ہزار افراد کی ضروریات پوری کی جائیں گی اور یہ تو صرف رہائشی گتھم ہے۔ پانی کے استعمال کا کاروبار حساب کتاب تو اور بھی خوف ناک ہوگا۔

اس صورت حال میں جب ساری سولتوں کی فراہمی اس قدر کم ہے صدف کے بلڈرز اجازت حاصل کرنے میں کیسے کامیاب ہوئے؟ بظاہر ہر تو ایسا ہی لگتا ہے کہ انہیں بہت آسانی سے اجازت مل گئی ہوگی کیوں کہ ماضی میں بھی ایسا بار بار ہو چکا ہے۔ تصور وار فریقین کیوں بلڈرز اور بدعنوان شہری افسران اس طرح کے معاہدے بلا خوف کرتے رہے ہیں۔ بلڈرز کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ زبانی طور پر بہت سے (OVER UNDER) MOUs کی ضمانت لیتے ہیں اور اخراجات کو فروخت کیے جانے والے یونٹوں کی قیمتوں میں شامل کر دیتے ہیں۔



SHEHRI

206-B-2-بی ای سی ایچ ایس
کراچی 75400 پاکستان
ٹیلیفون: 4530646
فیکس: 92-21-4548226
ایڈیٹر: انیس ہارون

تبر: 492-3917 فیکس نمبر: 494-8118

ٹینک کینی

چیمبرس: قاضی فیض مسیحی
وائس چیمبرس: حسن جمفری
جنرل سیکریٹری: امیر علی بھائی
خزانچی: ظہیر احمد
ارکان: دانش آذر زویٰ فرمان اور

شہری کا مہلا

کوٹوالی نگر: سرتاج مسعود
اسٹینڈنگ کوٹوالی نگر: ماسو علیہ
ہنس اسٹینڈ: جمیل احمد خان
اچھا چھوٹا شعبہ: امیر علی بھائی

شہری ایڈیٹریاں

(1) آلودگی: ظہیر احمد
(2) شہر: دانش آذر زویٰ
(3) چیلنجز: میوا رحمان، حسن جمفری
(4) قانون: قاضی فیض مسیحی، امیر علی بھائی
(5) مہمات اور تفریح (ڈسٹری): ظہیر احمد
(6) ایڈیٹریاں اور مباحث: عمران علی

لے آؤٹ اور پرائس: ذبیحہ یوسف
پرنٹنگ: ذکی پرنٹس
پروڈکشن: امیر علی بھائی

ذاتی تعلیم کی رسمیت شہری سی بی ای کے تمام ارکان کے لیے کل ہے۔ ہندوستان میں پانچ سے زائد علاقوں میں شہری کا ادارہ ہے کہیں بھی شہری کے شعبے ہیں۔ شہری ٹیبلٹس میں شائع ہونے والے مضامین اور تجزیوں سے ایڈیٹرز اور ایڈیٹرز کو مطلع کیا جاتا ہے۔ شہری کے تمام مضامین اور تجزیوں کا مقصد شہریوں کو مطلع کرنا ہے۔ شہری کے تمام مضامین اور تجزیوں کا مقصد شہریوں کو مطلع کرنا ہے۔ شہری کے تمام مضامین اور تجزیوں کا مقصد شہریوں کو مطلع کرنا ہے۔

شہری

رکن

JUCN

ایڈیٹرز اور پرائس

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لیے "شہری" میں شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ "شہری" میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کریں۔

شہری — سٹریٹس برائے بہتر ماحول

G-206، بلاک 2 - بی ای سی ایچ ایس سوسائٹی، کراچی۔ 75400 پاکستان

تلی فون: 442578، 441789 * فیکس: 454-8226

نام: _____ (تلی فون نمبر)

ایڈریس: _____ (تلی فون نمبر)

پتہ: _____ (تلی فون نمبر)

امریکی گاڑی میں اس ٹرپ پر 1/2 میلین سے زیادہ گیسولین خرچ ہوتی ہے۔

مزلوے کے مطابق مقروض ممالک غیر ملکی تیل پر انحصار کے زیر بار ہیں۔ ان میں سے بہت سے برآمدات کی آمدنی کا ایک تہائی سے نصف حصہ تیل کی درآمد پر خرچ کر دیتے ہیں۔ جس کا نصف ٹرانسپورٹ کے شعبے میں چلا جاتا ہے۔

بے موٹر ٹرانسپورٹ کے استعمال سے مقروض قوم اپنے وسائل کو دیگر سرمایہ کاری میں لگا سکتے ہیں۔

ترقی پذیر ممالک نیدر لینڈ کے تجربے سے سیکھ سکتے ہیں۔ 1986ء میں ایک قومی مہم کے دوران گھر سے 3 میل کے فاصلے پر سائیکل کے استعمال کے مطابق اس سے ہر موٹر سالانہ 400 امریکی ڈالر کا ایندھن بچا سکتا ہے۔

برطانیہ میں 1980ء کے ایک مطالعے کے مطابق اگر 10 میل کے فاصلے تک کے سفر کا 10 فی صد اگر بائیکل پر کیا جائے تو ملک بھر میں سالانہ 14 ملین ہیل تیل کی بچت ہو سکتی ہے۔

امریکہ میں 1983ء کے سروے کے مطابق اگر پبلک ٹرانزٹ تک کار کے بجائے اگر بائیکل استعمال کیا جائے تو ہر مسافر سالانہ 150 گیلن گیسولین بچا سکتا ہے۔

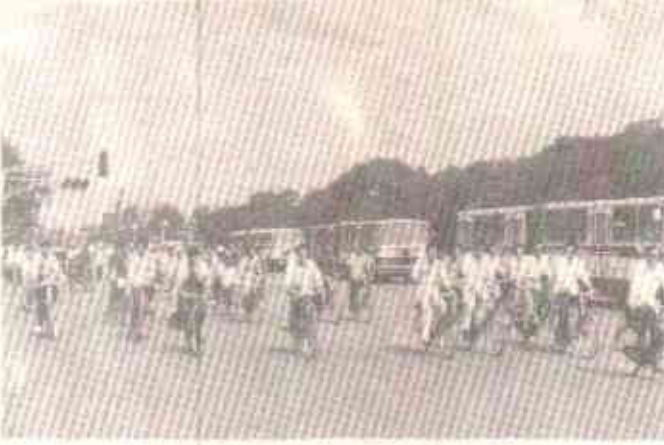
وہ لوگ جو اپنی کار میں کام پر جاتے ہیں اگر وہ "بائیک اینڈ رائیڈ" کا طریقہ اختیار کریں تو ان میں سے ہر ایک سالانہ 400 گیلن جو ایک عام کام کے سالانہ خرچ کا نصف ہے۔ بچا سکتا ہے۔

مالی بچت کے علاوہ بائیکنگ صحیح ہے۔ ورزش کے بائیکل مستحق "مقبول ہیں مگر افسوس یہ کہ بہت سے لوگ بائیکل چلانے کے لئے اپنی کار میں ہیلتھ کلب جاتے ہیں۔

امریکہ میں تحقیقی مطالعے سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ سائیکلسٹ آرام طلب اور کامل افراد کے مقابلے میں زیادہ عارضہ دل سے محفوظ رہتے ہیں نیز سائیکلسٹ اپنے کام پر زیادہ چاک و چوبند اور رش کے اوقات کے ٹریفک سے کم پریشان ہوا پتہ ہے۔

لیکن بائیکل چلانا ہر طرح کے خدشات کے بغیر نہیں۔ ایشیا میں بائیکل کے حادثات میں زخمی ہونے کے واقعات ہوتے ہیں لیکن اگر ان حادثوں میں موٹر گاڑی ملوث نہ ہو تو موت کا امکان نہیں۔

ڈیپٹی چیف نوزائشیا آئی پی بی سی نیچر سروس



ہے۔ بہت ساری کاروں کی وجہ سے رش کے اوقات میں شہری گلیوں، سڑکوں اور شاہراہوں پر ٹریفک جام ہو جاتا ہے۔

موٹر گاڑیوں میں صرف یہی ایک خرابی نہیں۔ ایک یہ کہ جب ان کی حالت ابتر ہو جاتی ہے تو انہیں چھینک دیا جاتا ہے۔ امریکہ میں سالانہ 9 ملین کاریں ترک کر دی جاتی ہیں۔ ان گاڑیوں کو چلانے کے لئے تیل پیدا کرنے والے ممالک سے کثیر مقدار میں معدنی ایندھن درآمد کیا جاتا ہے۔

تیل کے کثیر استعمال سے نہ صرف ملکی معیشت پر بوجھ پڑتا ہے بلکہ یہ شہروں میں فضائی آلودگی جمیل اور جنگلوں میں تیزابی بارش اور ارضی دراج حرارت میں تیز اضافے کا سبب ہے۔

اس مسئلے کے زیر نظر تحقیق سے مثلاً "بجلی پر چلنے والی گاڑیاں قدرتی گیس، الکحل، مثلاً" میٹھانول اور ایتھانول کو متبادل ایندھن کے طور پر استعمال کرنے پر غور کیا جا رہا ہے تاکہ گاڑیوں سے خارج ہونے والے دھوئیں میں کمی ہو سکے۔

مزلوے کا کہنا ہے کہ انجن پاور کے شوق میں ٹرانزٹ پلانرز سے انسانی طاقت کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا ہے۔ بھیڑ، آلودگی، قرضوں کے بوجھ کی بناء پر یہ واضح ہے کہ صنعتی اور ترقی پذیر ممالک میں مستقبل کی گاڑی چار پہیوں کے بجائے دو پہیوں کی ہوگی۔

ان کا کہنا ہے کہ بائیکل، دیگر نوعیت کی سواری، میاں تک کہ پیدل چلنے کے مقابلے میں کم توانائی خرچ ہوتی ہے۔ مثلاً "بائیکل پر 10 میل کا پیکر سے 350 کیلو ریڈیا کمزوری کے 3/4 پالے کے برابر توانائی خرچ ہوتی ہے جبکہ ایک

مطابق ایشیا میں بائیکل دیگر موٹر گاڑیوں کی بہ نسبت زیادہ لوگوں کو منتقل کرتے ہیں۔ مقامی طور پر بنائی گئیں دو اور تین پہیوں والی گاڑیاں وہ کام کرتی ہیں جو کہیں اور موٹر گاڑیوں سے لیا جاتا ہے۔

واشنگٹن میں واقع ورلڈ واچ کی تنظیم کا کہنا ہے کہ موٹر گاڑیوں کی آلودگی سے نجات کے لئے بائیکل بہترین معاون ہے۔ چین میں 300 ملین بائیکلس ہیں۔ جو اندازاً "ایک بلین کی آبادی کے ملک میں 4 افراد کے لئے ایک بائیکل ہے۔ شہری علاقوں میں نصف آبادی کے پاس اپنے بائیکل ہیں۔

امریکہ میں 100 ملین افراد کے پاس بائیکل ہیں۔ اس لحاظ سے یہ چین سے دوسرے نمبر پر ہے۔ بعض یورپی ممالک، جن میں ڈنمارک، جرمنی اور نیدر لینڈ شامل ہیں بائیکل کے مالکان کی تعداد کراہیے داروں سے زیادہ ہے۔

بہر حال ورلڈ واچ رپورٹ کی مصنفہ ماریا ڈی لوسے کا کہنا ہے کہ صنعتی ممالک میں بائیکل کی ملکیت کا مطلب یہ نہیں کہ بائیکل استعمال بھی کیا جاتا ہے۔

ماریا کا کہنا ہے کہ برطانیہ میں ہر چوتھے شخص کے پاس بائیکل ہے لیکن 33 میں سے صرف ایک پھیرا بائیکل پر کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں صورت حال بدتر ہے جہاں 50 میں سے صرف ایک بائیکل آمد و رفت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

امریکہ میں جہاں ہر دوسرے شخص کے پاس موٹر گاڑی ہے بائیکل زیادہ تر تفریح اور اضافی سواری کے بطور استعمال کیا جاتا ہے۔ مزلوے کی رپورٹ کے مطابق موٹر گاڑیوں پر ضرورت سے زیادہ انحصار وقت کا سبب بن رہا

بائیکل

لوگوں اور ماحول کو

صحت مند بناتا ہے

صنعتی اور ترقی پذیر ممالک

میں مستقبل کی سواری چار

کے بجائے دو پہیوں کی ہوگی

دنیا بھر میں بائیکلوں کی تعداد آٹو موبائیلز سے دو گنا ہو گئی ہے۔ ان میں سے زیادہ تر چین، ہندوستان ویت نام جیسے ترقی پذیر ممالک میں ہیں۔ ورلڈ واچ انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ کے

شہری کاپانچواں سالانہ اجلاس

کراچی کے لوگ پارکوں اور کھلی جگہوں کے لیے ترسے ہوئے ہیں

شہریوں CBE کی پانچویں سالانہ جنرل میٹنگ 18 فروری 1995ء کو تین بجے ہوٹل میٹروپول میں منعقد ہوئی۔

حاضرین میں نوید حسین (چیئرمین) قاضی فیض عیسیٰ (وائس چیئرمین) حیدر امین (جنرل سیکریٹری) خطیب احمد (خزانی) حسن جعفری (ایم سی ممبر) فرحان انور (ایم سی ممبر) اور امیر علی ہاشمی (ایم سی ممبر) شامل تھے۔ دانش آذر ذولبی (ایم سی ممبر) قیصر بنگالی (ایم سی ممبر) اور دیگر ارکان فیروز حاضر تھے۔ میٹنگ کا ایجنڈا یہ تھا

10 فروری 1994ء کو ہونے والی چوتھی سالانہ میٹنگ کی کارروائی کی توثیق۔
یکم جنوری تا 31 دسمبر 1994ء کے شہری کی سالانہ سرگرمیوں کی رپورٹ کو منظور کرنا۔
یکم جنوری تا 31 دسمبر 1994ء کے آڈٹ شدہ حسابات کو منظور کرنا۔

1995ء کے لیے آڈیٹرز کا تقرر کرنا اور ان کا مشاہدہ مقرر کرنا۔
صدر کی اجازت سے کسی بھی امر کو زیر بحث لانا کیوں کہ 1995ء انتخابات کا سال تھا اس لیے انتظامی کمیٹی کے لیے ارکان کا انتخاب کیا گیا۔

کارروائی

(1) فروری 1994ء کو ہونے والی چوتھی

سالانہ جنرل باڈی میٹنگ کی کارروائی پڑھی گئی۔ تجویز کنندہ عمران شیخ تھے۔ گلزار حسین نے ان کی تائید کی اور کارروائی منظور کر لی گئی۔
(2) 1994ء (یکم جنوری تا 31 دسمبر) کی سالانہ رپورٹ کی منظوری۔

سالانہ رپورٹ چیئرمین نوید حسین نے پڑھی۔ تجویز کنندہ حسن جعفری تھے اور اسماعیل علی محمود گھانگی نے اس کی تائید کی اور سالانہ رپورٹ منظور کر لی گئی۔
(3) آڈٹ شدہ حسابات کی منظوری۔

(4) 1995ء کے لیے آڈیٹرز کی تقرری۔
حیدر ایڈ کینی چارٹرزڈ اکاؤنٹنٹس کا شہری کے حسابات کے لیے آڈیٹرز کی حیثیت سے تقرر کیا گیا اور 2500 روپے مشاہرہ مقرر کیا گیا۔

نئے عہدیداروں کے نام

الیکشن کمشنر وارث ہاشمی نے شہری CBE کی ٹینگ کمیٹی کے منتخب امیدواروں کے ناموں کا اعلان کیا چونکہ یہ منتخبہ فیصلہ تھا اس لیے سب ارکان بلا مقابلہ منتخب قرار پائے۔

قاضی فیض عیسیٰ (چیئرمین) حسن جعفری (وائس چیئرمین) امیر علی ہاشمی (جنرل سیکریٹری) خطیب احمد (خزانی) نوید حسین (ایم سی ممبر) حیدر امین (ایم سی ممبر) دانش آذر

ذولبی (ایم سی ممبر)

مندرجہ ذیل چار کو آپینڈارکان ہیں۔

فرحان انور (ایم سی ممبر) وکی ڈیسوزا (ایم سی ممبر) حسین مرہٹ (ایم سی ممبر) اور عمران شیخ (ایم سی ممبر)

صاحب صدر کی اجازت سے اور کوئی سا بھی مسئلہ۔

این جی او فورم

حسن جعفری وائس چیئرمین نے کہا کہ 18 فروری 1995ء کو منعقد ہونے والی شہری کی سالانہ جنرل باڈی میٹنگ مندرجہ ذیل قرارداد منظور کرتی ہے۔

شہری چالیس سے زائد این جی او کے نیٹل فورم کے موقف کا پورے طور پر ساتھ دیتی ہے جس نے باہمی مشورے اور سرکاری نمائندہ شمول وفاق ذریعے برائے سماجی بہبود کے ساتھ صلح مشورے کے بعد مجوزہ قانون کی ضرورت اور اسکے حشو زائد کے بارے میں جامع رد عمل کا اظہار کیا ہے۔ کوئی بھی این جی او کسی بھی بااختیار ایجنسی سے اپنے حسابات کو آڈٹ کرانے اور اپنی کاروائیوں کو شفاف بنانے کے عمل کے خلاف نہیں ہے۔ مزید برآں یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ دیگر ساری این جی او کے قومی نمائندوں کی منظوری سے میڈیا میں ایک فعال اور مربوط مہم چلائی جائے گی۔ یہ تجویز عامر احمد نے پیش کی اور فرحان انور نے اس کی تائید کی۔

شہری کے چیئرمین میر سٹر قاضی فیض عیسیٰ نے کہا کہ شہری بن قاسم پارک کو پولو گراؤنڈ یا کسی دوسرے غیر قانونی مقصد کے لیے تبدیل کرنے کی کوششوں کے خلاف سخت احتجاج

کرتی ہے کراچی کے لوگ پارکوں اور کھلی جگہوں کے لیے ترسے ہوئے ہیں اس لیے شہریوں کو ان سے محروم کرنے کی مزید کوئی کوشش ارتکاب جرم کے مترادف ہے۔ بن قاسم پارک کو بجا طور پر ماسٹر پلان کے تحت ایک عوامی پارک قرار دیا گیا ہے اور اس کے استعمال میں کسی قسم کی تبدیلی کا نتیجہ عوامی غیظ و غضب کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

شہری کو اس ضمن میں کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔ این جی او کو زمین کے استعمال کی اس غیر قانونی تبدیلی کو روکنا ہوگا۔ قاضی فیض عیسیٰ نے مزید کہا کہ شہری کو اخبارات میں شائع ہونے والی اس رپورٹ کے بارے میں توثیق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ کراچی پورٹ ٹرسٹ نے سینڈزٹ کے ساحل پر جہاز توڑنے کی اجازت دے دی ہے۔ سینڈزٹ اور ہاکس بے پاکستان کے دو واحد عوامی ساحل ہیں یہاں جہاز توڑنے کی اجازت دینے کا مطلب عوام کو خطرے سے دوچار کرنا ہے اور یہ ماحولیات کے لیے بھی تباہ کن ثابت ہوگا۔ قاضی فیض عیسیٰ نے مزید کہا کہ شہری کی تجویز ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں ہر رنگ کی پلاسٹک کی تھیلیوں کا استعمال ممنوع قرار دے دیں جو حیاتیاتی طور پر کم تر اور ماحولیاتی طور پر مضر سارے ہیں۔

مالی وسائل کی فراہمی

رکن عمران شیخ کا کہنا تھا کہ FNF پر انحصار کوئی زیادہ محفوظ کن تصور نہیں ہے ہمیں اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی منظم کر کے مالی وسائل جمع کرنے کی سرگرمیوں میں اضافہ کرنا چاہیے۔ باقی صفحہ نمبر 1 پر ملاحظہ فرمائیں



ڈاکٹر اقبال علی

کراچی میں پکرا اٹھانے کے انتظام کی منصوبہ بندی سائنسی تجزیے اور تقسیم پر مبنی ایک پائیدار نظام کی تخلیق کے لئے کوئی مستقل حل تلاش کرنے کے بجائے ایڈ ہاک ازم کی ایک مستند مثال ہے۔ پکرا ٹرین پکچرے کو ٹھکانے لگانے کے ذریعہ حال انتظام کو بہتر بنانے کے بجائے محض سستی پیدا کرنے کا ایک ذریعہ لگتی ہے۔ اس کا مقصد اہالیان کراچی کو جمونی امید دلانے کے سوا کچھ نہیں۔ پکرا ٹرین کا مطلب کوڑا اٹھانے کی ذمہ داری ایک ایسی وفاقی ایجنسی کو سونپنا ہے جو پہلے ہی ہماری خسارے میں جا رہی ہے اور اپنی مسافر ٹرینوں کو ہی وقت پر نہیں چلا سکتی۔



کراچی کا پکرا ٹرین گاڑی کی تجویز

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ پکچرے کو جمع کرنے اور اس کی نقل و حمل کے انتظام کی لاگت اور کارکردگی پکرا چڑھانے اور اتارنے کے عمل کی تعداد کے متناسب ہوتی ہے۔ اب سب سے زیادہ موثر (اور اس لئے کم خرچ) نظام وہ سمجھا جاتا ہے جس میں ٹرکوں کے ذریعے گھر گھر جا کے کوڑا جمع کیا جاتا ہے جو اس پکچرے کو براہ راست جاکے حفظان صحت کے مطابق بنائے ہوئے جگہوں میں ڈال آتے ہیں۔ پکرا ٹرین کو متعارف کرانے سے کوڑا چڑھانے اور اتارنے کی ایک فاضل کارروائی متعارف کرائی جائے گی چنانچہ گھر سے لے کر گڑھوں تک تین مرتبہ پکچرے کو چڑھایا اور اتارا جائے گا یعنی پہلے گھر سے بعد ازاں کی ٹرالی تک۔ بعد ازاں کی ٹرالی سے کیونٹی کے کوڑا دانوں تک اور یہاں سے ریلوے کے پکرا جمع کرنے کی جگہ تک اور ریلوے سے ٹرالی کے مقام تک۔ ریلوے لوڈنگ اسٹیشن کے گرد و نواح کے ماحول پر اس کا کیا اثر ہوگا جو بد قسمتی سے ایک گنجان علاقے کے وسط میں واقع ہے اور اس کے چاروں طرف مکانات ہیں۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ پکرا ٹرین چلانے سے پہلے ماحول پر اس کے اثرات کا اندازہ لگایا جاتا اور دیگر پہلوؤں کا بھی جائزہ لیا جاتا۔

کراچی کے ایک شہری کا سب سے بڑا مسئلہ اس کے بڑوس اور گرد و نواح سے کوڑے کا بنایا جانا ہے یعنی اس کے گھر اور کوڑے دان سے۔ یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب بلدیہ کے خاکروب ایمان داری سے کام کریں اور پکرا گاڑیاں جن کی تعداد میں جاپانوں کی مہمانی سے خاطر خواہ اضافہ ہو چکا ہے وہ کوڑے دان سے پکرا ڈالنے کی جگہوں تک مطلوبہ تعداد میں پھیرے لگائیں۔ اگر یہ کام رات کے وقت کیا جائے تو یہ گاڑیاں زیادہ پھیرے لگا سکتی ہیں کیونکہ رات کو سڑکوں پر ٹریفک کم ہوتا ہے (ہمت سے ممالک میں ایسا ہی کیا جاتا ہے) مزید برآں دن کو دھوپ میں کام کرنے کی بجائے رات کو خنکی میں کام کرنے سے کارکنوں کی کارکردگی میں بھی اضافہ ہوگا اصل مسئلہ جسے حل کرنے کی ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ چوریوں، رشوت اور پٹرول پچانے کی خاطر

گاڑیاں جتنے پھیرے لگاتی ہیں اس سے کہیں زیادہ دکھائے جاتے ہیں۔ اگر اس کی روک تھام ہو سکے تو پکرا ٹرین کے بغیر ہی مسئلہ حل ہو جائے گا۔ خواہ پکرا ٹرین کا منصوبہ کلنڈر پر کتنا ہی دلکش کیوں نہ لگتا ہو۔

یہاں ہم ایک مطالعے کے نتائج پیش کرنا چاہیں گے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنی مدد آپ کی بنیاد پر فیڈرل بی ایریا کے ایک گنجان آباد محلے میں کس طرح 25 روپے ماہانہ کے معمولی خرچ پر کامیابی سے گھر گھر جا کے پکرا جمع کر سکتا ہے۔

اس میں فیڈرل بی ایریا کے دو اوسط آمدنی والے بلاکس شامل ہیں جہاں مقامی علاقے کا ایک رضا کار 1988ء سے یہ پروگرام چلا رہا ہے۔ اس کے لئے دو سیکنڈ ہینڈ سوزوکی پیک اپ ہیں اور دو پچیس ہزار میں خریدی گئیں اور ان میں گھنٹا بھر بھرانے کے لئے وصالت کی چادریں لگائی گئیں۔ اس علاقے کے ایک ہزار گھروں کو خطوط کے ذریعے اس پروگرام سے آگاہ کیا گیا اور ان سے چند ماہ روپے ماہانہ طلب کئے گئے (اب 25 روپے گزینے کئے ہیں) اس شخص نے 80 ہزار روپے کی لاگت سے علاقے میں ایک ہمت بڑا ٹرانسفر اسٹیشن قائم کیا اب چھ سال کے عرصے سے یہ دو پیک اپس گھر گھر جا کر پکرا جمع کر رہی ہیں۔ اس پروگرام کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ علاقے میں کہیں پکرا بکھرا ہوا نظر نہیں آتا جب کہ کراچی میں دوسری جگہوں پر یہ ایک عام منظر ہے دوسرے یہاں تین پکرا کنڈلیوں (ٹرانسفر اسٹیشن) کی بجائے جن کے ارد گرد پکرا پھیلا رہتا ہے صرف ایک

پکرا کنڈلی ہے جس کی اچھی طرح مہال کی جاتی ہے اور پکرا اس کے ”اندروں“ رہتا ہے کیونکہ دونوں سوزوکیوں آ کے پکرا اس کے اندر ڈال کر جاتی ہیں اور یہاں سے کے ایم سی کے ٹرک آ کر اس کو پکرا جمع کرنے کی مخصوص جگہوں تک پہنچا آتے ہیں یہ پروگرام اس لئے چل رہا ہے کہ اسے بلدیہ کے خاکروہوں پر مکمل کنٹرول حاصل ہے جو بلاشبہ اس علاقے میں اپنی آمدنی سے محروم ہو چکے ہیں اور اسے علاقے کے کینوں کا تعاون اور اعتماد حاصل ہے۔ ایک سوزوکی میں ایک ڈرائیور اور ایک خاکروب موجود ہوتا ہے جنہیں بارہ سوا اور ایک ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ملتی ہے۔ تین خاکروب ”رضا کارانہ“ بنیادوں پر کام کرتے ہیں اور سوزوکی کے عملے کی مدد کرتے ہیں اور ری سائیکل ہونے والی اشیاء میں سے اپنا حصہ وصول کرتے ہیں۔ اس پوری کارروائی پر ایک مہینے میں یہ خرچہ آتا ہے۔

- (1) ڈرائیوروں کی تنخواہ $2400 = 2 \times 1200$
- (2) خاکروہوں کی تنخواہ $2000 = 2 \times 1000$
- (3) پٹرول اور تیل $5000 =$
- (4) گاڑیوں کی باقاعدہ دیکھ بھال $4000 =$
- (5) ماہانہ بنیاد پر گاڑی کے ڈھانچے کی سالانہ مرمت $1000 =$
- (6) ٹوٹ پھوٹ اور گاڑیوں کو بدلنے کے لئے بچت میزوں $5000 =$
- 19400
- آمدنی درج ذیل ہے
- 25 روپے کی گھر $25000 = 1000 \times 5200$
- ری سائیکل ہونے والی اشیاء سے آمدنی

(الف) 26 دن کے لئے 200 روپے روزانہ

میزان: 30200
(3) 5200 روپے 'رضاکاروں' کو دیئے جاتے ہیں

جمہوری آمدنی = 25000 روپے

ری سائیکل ہونے والی اشیاء کی فروخت سے حاصل ہونے والے 200 روپے براہ

راست رضا کار خدوں اور سوز کی کے عملے میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ پچیس ہزار

کی آمدنی اور 19400 کے اخراجات کے بعد یہ پروگرام چلانے والے شخص کو اپنے وقت اور

کوششوں کا معاوضہ 5600 روپے ماہانہ ملتا ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 25 روپے ماہانہ پر گھر گھر جاکے پکرا جمع کرنا قطعی منگاسودا نہیں

ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کام کرنے والے شخص کی ذاتی وائٹنگ ضروری ہے

جو بد عنوانی کا خاتمہ کرے اور فاضل رقم کو رضا

کاروں میں منصفانہ طور پر بانٹ دے۔ اگر کوئی یہ کام کر سکتا ہو تو لوگ اس کو پچیس روپے نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ادا کرنے کو تیار ہیں۔

کراچی کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے 'پکرا ٹرین' کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جتنی بھی

گاڑیاں اور افرادی قوت موجود ہے اسے استعمال کرتے ہوئے گھر گھر جاکے پکرا جمع کرنے

اور اس کی منتقلی کے نظام کی ضرورت ہے۔ اہالیان کراچی خود یہ دیکھ لیں گے کہ پکرا ٹرین کی

بدولت آلودگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا کیونکہ مسئلہ رہائشی علاقوں اور گلیوں کا ہے اور

ریلوے کی پٹری بہت دور ہے۔ کوئی ایمان دار پر غلوص اور پیشہ ورانہ اہلیت رکھنے والا شخص

جو کراچی کو اپنانے کا خواہش مند ہو وہی پکڑے گا اس خوف ناک مسئلے کو حل کر سکتا ہے۔

کہ پکرا ٹرین۔

پکرا ٹرین کا آزمائشی پھیلا

پکرا ٹرین نے کچھ عرصہ قبل دس بجے شپ اپنا آزمائشی پھیلا شروع کیا۔ یہ ٹرین 210

ٹن پکرا لے کر وزیر مینشن سے کراچی کے اطراف میں واقع دھابے جی اسٹیشن کے طرف

ردانہ ہوئی مال گاڑی کے چالیس کھلے ڈبوں میں 70 پکرا ادا رکھے گئے تھے اور ہر پکرا ادا

میں 30 ٹن پکرا تھا سولڈویٹ ٹینجنٹ کے ایک افسر جو پکرا اٹھوانے، اس کی نقل و حمل اور

کرنیوں کے ذریعے پکڑے کو ٹرین پر چڑھوانے کے ذمہ دار ہیں نے بتایا کہ پکرا ٹرین کو

باقاعدگی سے چلانے سے پہلے آزمائشی طور پر دو دن کے لئے چلایا جائے گا۔

آغاز میں پکرا کنڈیوں کو تین اسٹیشنوں پر سے اٹھایا جائے گا یعنی وزیر مینشن اسٹیشن،

یونیورسٹی اور تیسرا اسٹیشن یا تو ناظم آباد ہوگا یا لیاقت آباد آزمائشی پھیروں کا مقصد ٹرین کی

کارکردگی کا اندازہ لگانا اور اس ضمن میں کے ایم سی اور ریلوے کو پیش آنے والے مسائل

کا جائزہ لینا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آزمائشی پھیروں سے ہر لحاظ سے کامیاب ثابت ہوئے تو

پکرا ٹرین کو ہر رات چلایا جائے گا کے ایم سی کو پکرا اٹھا کر لے جانے میں اس لئے دشواری

پیش آ رہی تھی کیوں کہ اس کی خستہ حال پکرا گاڑیاں اکثر خراب ہو جاتی ہیں لیکن نئی

گاڑیوں کی آمد رفت اور موجودہ گاڑیوں کی مناسب دیکھ بھال کے بعد صورت حال میں

بہتری کی توقع کی جاسکتی ہے۔ کے ایم سی پہلے ہی پکرا چھینکنے کے لئے دو نئے قطعات کا قبضہ

لے چکی ہے کیوں کہ موجودہ جگہ میں اب مزید پکرا ڈالنے کی گنجائش نہیں رہی تھی کے ایم

سی ان دونوں جگہوں تک پہنچنے کے لئے سڑکوں کی تعمیر کا آغاز کر چکی تھی۔ اس ٹرین کی بدولت

دھابے جی میں پکرا چھینکنے کی نئی جگہ تک پکرا پہنچانے میں مدد ملے گی جو کہ گلریٹ سے آگے

بلدیاتی حدود میں واقع ہے۔ کراچی شہر سے روزانہ تقریباً ۶۰۰۰ ٹن پکرا اٹھاتا ہے۔

(منگروہ ڈان)

غیر سرکاری تنظیموں کا تاریخی اجلاس

جس میں ایک ہزار این جی اوز نے شرکت کی۔ اس میٹنگ کا مقصد وزارت سماجی بہبود اور

سماجی تعلیم کے مجوزہ این جی اوز کی اہمیت کا جائزہ لینا تھا۔

شرکاء نے متفقہ طور پر اس بل کی مخالفت کی کیوں کہ یہ ایک بھرتی کا اور فضول بل ہے۔

حکومت پاکستان نے اس بل کا مسودہ تیار کرتے وقت جس تشویش کا اظہار کیا ہے اسے اس

قانون کے بغیر خاطر خواہ طور پر دور کیا جاسکتا ہے۔

اول، حکومت کو اس بات پر تشویش ہے کہ این جی اوز کی سرگرمیوں کا احتساب ہونا

چاہیے اور ان کے حسابات کا آڈٹ ہونا چاہیے یہ این جی اوز جن قوانین کے تحت

رجسٹرڈ ہیں (مثلاً سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860ء، کمپنیز آرڈیننس 1984ء) ان کے تحت

سالانہ رپورٹ کا لکھنا اور حسابات کا آڈٹ ہونا ضروری ہے۔

حکومت پاکستان کو بجا طور پر اس بارے میں

18 مارچ کو اسلام آباد میں غیر سرکاری تنظیموں، این جی اوز کی ایک تاریخی میٹنگ

منعقد ہوئی جس کے اختتام پر مندرجہ ذیل اعلامیہ جاری کیا گیا اور 15 اپریل 1995ء تک

این جی اوز کے ایک متبادل قانون کا مسودہ تیار کرنے کے لئے دو کمیٹیاں بنائی گئیں۔ اس کے

علاوہ 2 مئی 1995ء کو اسلام آباد میں ایک ورکشاپ منعقد کی گئی جس میں فیڈریشن

آف این جی اوز کے قیام کی تجویز کا جائزہ لیا گیا اور اس کی منظوری دی گئی۔ شہری CBE کی

نمائندگی اس کے وائس چیئرمین حسن جمہوری نے کی۔

ڈرافٹ والینٹری سوشل ویلفیئر ایجنسز رجسٹریشن اینڈ ریگولیشن (ترمیمی) ایکٹ 1995ء

(جسے اب منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا) کے مقابلے میں ایک ڈرافٹ تیار کیا گیا ہے۔

18 مارچ کو اسلام آباد میں چاروں صوبوں اور اسلام آباد کی این جی اوز کی میٹنگ ہوئی

تشویش ہے کہ اطلاعات کا ایک مرکزی نظام ہونا چاہیے اور وہ موجودہ قوانین میں ترمیم

کر کے این جی اوز کے لئے یہ لازمی قرار دے سکتی ہے کہ وہ اپنی سالانہ رپورٹوں کی نقل

وزارت سماجی بہبود میں جمع کرائیں۔ اس کے لئے کوئی نیا قانون درکار نہیں ہے۔

دوسرے، حکومت نے اس بارے میں تشویش کا اظہار کیا ہے کہ غیر ملکی ڈونرز این جی

اوز کو رقم فراہم کرتے ہیں تو حکومت کو اس کی اطلاع نہیں دی جاتی۔ یہاں ہم پھر وہی بات

دہرائیں گے کہ اس وقت این جی اوز جن قوانین کے تحت رجسٹرڈ ہیں ان میں ترمیم کر کے

1995ء کے بل کی حق (ڈی) کو شامل کیا جاسکتا ہے

تیسرے، این جی اوز کی بھرانہ سرگرمیوں سے منبٹے کے لئے تعزیری قوانین پہلے سے

موجود ہیں اور اس کے لئے کوئی نیا قانون بنانے کی ضرورت نہیں گویا حکومت پاکستان نے جو

بھی تو شیمات پیش کی ہیں وہ اس بل کا جواز نہیں پیش۔ مزید یہ کہ این جی اوز کو اس بل کی

دفعات کے بارے میں بہت سے اعتراضات

ہیں جو تکنیکی معاون بھی ہیں اور اساسی بھی۔

پریس کو جاری کئے جانے والے اس بیان کے ذریعے این جی اوز کے نمائندے شدو سے

اس بل کی مخالفت کرتے ہیں اور اسے رد کرتے ہیں اور حکومت پاکستان سے اصرار کرتے ہیں

کہ وہ اس طرح کے دخل در معقولات والا قانون بنانے سے باز رہے۔

ہم حکومت پاکستان کے علم میں یہ بات لانا چاہتے ہیں کہ اس وقت این جی اوز دو طرح کے

کاموں میں مصروف ہیں۔ وہ پہلے ہی صوبائی اتحاد بنا چکی ہیں اور ایک کل پاکستان اتحاد

بنانے میں مصروف ہیں۔ اس کی بدولت این جی اوز قانون کی گمرانی کے علاوہ خود گمرانی کے

عمل میں مصروف ہو جائیں گی۔

بلوچستان، این ڈبلیو ایف بی، پنجاب، سندھ اور اسلام آباد کی این جی اوز کے نمائندوں نے

ایک ذیلی کمیٹی بنائی ہے جو حکومت پاکستان کے مجوزہ بل کے متبادل قانون کا مسودہ تیار کرے گی

تاکہ وہ این جی اوز جو مختلف قوانین کے تحت رجسٹرڈ نہیں ہیں، وہ اس نئے قانون کے تحت

رجسٹرڈ ہو سکتی ہیں۔



دنیا کی بلند ترین چوٹی مونٹ ایورسٹ جس کا مقامی نام مونٹ کو موونگا ہے اس کے دامن میں سوائے اس نعلے کے جسے ہر سال کوہ چا چھوڑ جاتے ہیں کوئی آدھی نہیں پائی جاتی۔ یہ امر کوہ چاؤں کے لئے بہت خوش آمد ہے جو ہر سال اس چوٹی کو فتح کرنے کی فرس سے یہاں آتے ہیں۔

مونٹ ایورسٹ کے چینی حصے کی یہ صفائی دراصل کو موونگا نیچر ریزرو (QNP) کی بدولت ہے جو 1988ء میں 8,848 میٹر بلند پہاڑ کے شمالی حصے میں قائم کی گئی تھی۔

33,000 مربع کلومیٹر رقبے کو انسان سرگرمیوں سے محفوظ کرنے کے لئے اس منصوبے میں جنوبی تبت کے چار دیہات گیورنگ، نیلام، نیگری اور ڈنگلی شامل ہیں۔ یہ چین کا دوسرا بڑا فطری ریزرو ہے۔ چین کا سب سے بڑا ریزرو ڈینگ یوئی گر آٹونوس ریجن شمال مغرب میں واقع ہے۔

کیو این پی کوہ ہالیہ کے پائین اور 1,400 میٹر سطح سمندر سے بلند چین کے سرحدی قصبے ڈام سے 7,400 میٹر کی بلندی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقے میں منقطع چارہ کے جنگلات، بریلی چوٹیاں، سطح مرتفع کی چراگاہیں اور الپائن صحرائوں پر مشتمل ہے اس لئے ریزرو میں نباتاتی اور حیواناتی تنوع پایا جاتا ہے جو 2,400 پودوں اور جانوروں کی اقسام پر مشتمل ہے جن میں 47 اقسام کے برف کے پھینے، سیاہ گردن والی سارس، تبتی جنگلی گدھے جنگلی برن محفوظ کردہ اقسام ہیں۔

کیو این پی کے الپائن ریزرو کے ڈائریکٹر زان ڈنگ لیا تک کا کہنا ہے کہ شاید یہ دنیا کا سب سے زیادہ قیمتی ایکوسٹم ہے جو تبت کے دوسرے بڑے شریکوں میں قائم کیا گیا ہے۔ ریزرو کا بڑا مقصد پودوں اور جانوروں کی نادر اقسام کے تحفظ کے ساتھ مقامی لوگوں کی ضروریات اور بقا کا خیال کرنا بھی ہے جہاں مقامی باشندوں کو محفوظ شکار گاہ کو تباہ کرنے سے روکا جاتا ہے وہاں 70 ہزار افراد کی بہتری کے لئے بھی اقدامات کئے گئے ہیں۔

اس ریزرو کے 95 فی صد لوگ کسان اور گڈریے ہیں۔ ویسے بھی اوسطاً 5 ہزار میٹر کی

تحتی کی جاتی ہے۔ نادر جانوروں اور پودوں کو کسی بھی صورت میں بے آرام نہیں کیا جاتا۔ یہاں صرف چند سائنس دان تحقیق کی خاطر جاسکتے ہیں۔ تجرباتی اور مرکزی حصے کے درمیان مضافاتی حصہ ہے جو ریزرو کے 20 فی صد علاقے پر مشتمل ہے۔ یہاں تحفظاتی اقدامات قدرے کم اور نرم ہیں۔ یہاں منظم طور پر سیاح اور محقق جاسکتے ہیں۔ مقامی لوگ محدود مدار میں جلانے کی لکڑی کاٹ سکتے ہیں اور جزی بوٹیاں جمع کر سکتے ہیں۔

کیو این پی تجرباتی حصے میں زیادہ مصروف ہے جہاں حکومت کے تعاون سے کسان کاشت کاری، شجر کاری اور مویشی پال کر اپنی رہائشی حالت کو بہتر کر سکتے ہیں۔ مقامی لوگوں کا تعاون حاصل کرنے کا اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں۔

جناب زان نے کہا کہ ماحول کے تحفظ کے لئے مقامی لوگوں پر انحصار کرنا ضروری ہے۔ لیکن جب تک انہیں اچھی غذا نہ ملے وہ تعاون کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

حکومت کی امداد سے 27 کلومیٹر آب پاشی کی سر تعمیر کی گئی اور 136 ہیکٹر زمین کو کاشت کیا گیا 1994ء میں اجناس کی فصل میں 300 اضافہ ہوا جو وہاں کے دو ہزار باشندوں کی سال بھر کی خوراک کے لئے کافی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ معیشتی ترقی ماحولیاتی تحفظ کے لئے بہترین معاون ہے۔ جب لوگوں کا روزگار یقینی ہوگا تو وہ درختوں کو کاٹنے اور جنگلی جانوروں کے مارنے کا خیال ترک کریں گے۔ کیو این پی سے مستفید ہونے والے قصبے کا یسو کے قریب اب جنگلی گدھے اور لنگور آرام سے گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ اور گزشتہ دو برسوں سے یہاں غیر قانونی طور پر درخت کاٹنے کی اطلاع بھی نہیں ملی ہے۔

کاسوڈیو ایجنٹس پراجیکٹ کو یو این ڈی پی کا تعاون حاصل ہے۔ ڈیپتھنڈو ایشیا آئی پی سی انجیئر سروس

ایورسٹ کا تھرپن انسان اور جنگلی حیات کے مابین مفاہمت

ڈانگ ڈان

اگر مقامی لوگ ہمارے ساتھ تعاون نہ کریں تو ماحول کے تحفظ کے لئے کی گئیں تمام کوششیں بے کار ہیں۔ اس علاقے میں ماحول کے تحفظ کے لئے 3 سالہ سائنسی تحقیق کی گئی۔ اس قحط تحقیق کے بعد علاقے کو فطری ماحول کے مطابق حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مرکزی مضافاتی اور تجرباتی۔

مرکزی حصہ ریزرو کے 30 فی صد علاقے پر مشتمل ہے۔ یہاں پر مفاہمت کے اصولوں پر

بلندی پر زمین پر رہنے والوں کے لئے زندگی بحال ہے۔ اس علاقے کے بعض باشندے چین کے غریب ترین لوگ ہیں۔

اگر مقامی لوگوں کو منظمی سے نجات دلا دی جائے اور انہیں بہتر رہائشی سہولتیں میسر ہوں تو وہ جانوروں اور پودوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ جناب پان کا کہنا تھا۔

انہوں نے کہا کہ یہ فطری امر ہے کہ اگر لوگ بھوکے ہوں اور ان کے پاس پینے کو پانی نہ ہو تو وہ فطری دوساں کو ہی استعمال کریں گے۔

ڈانگ ڈان

ملا کنڈ ڈوین اور کوستان میں نمبر مافیا جنگلات کو تباہ کر کے ماحول کا ستیا ناس کر رہا ہے۔ معین قریشی کی عبوری حکومت نے دو سال کے لیے درختوں کے کاٹنے پر پابندی لگائی تھی لیکن بعد میں آنے والی حکومتوں نے کبھی اس پابندی پر عمل نہیں کیا ذرا تھک کے مطابق نمبر مافیا دیر، نمبر گڑھ، منگرہ، درگی، چیلاس، مدین اور کلام میں عمارتی لکڑی کا ذخیرہ کر رہا ہے اس مافیا کے لوگ دیر سے سوات تک اہم شاہراہوں کے ذریعے اور چیک دارا کے راستے سے کوستان تک لکڑی لے کے جاتے ہیں اور اس کے بعد میدانی علاقوں تک لکڑی پہنچانے کے لیے پالائی۔ درگی کی کم استعمال ہونے والی سڑک استعمال کرتے ہیں حالانکہ راستے میں کئی جگہ پولیس موجود ہوتی ہے اور چیک پوسٹس بھی ہیں لیکن بد عنوان حکام کی وجہ سے روک تھام کے سارے طریقے ناکام ہو چکے ہیں

(بنگلہ ڈان)

بلدیاتی انتخابات جمہوریت کا واحد علاج مزید جمہوریت میں ہے

ڈاں پال سارتر

شہری ذیل میں 11 فروری 1995 کو ری نوڈ میں چھپنے والا کاشف قمر کا ایک انتہائی باسوق اور بر محل مضمون پیش کر رہا ہے۔ جمہوریت اور آزادی کے عظیم فرانسیسی طبردار ڈاں پال سارتر نے ایک مرتبہ لکھا تھا کہ جمہوریت کی خرابیوں کا واحد علاج مزید جمہوریت ہے اس کے الفاظ اپنی اہمیت تسلیم کروا چکے ہیں لیکن ہمارے حکمرانوں نے بھی اس نسخے پر انحصار نہیں کیا۔ جمہوریت اور جمہوری قواعد کی مشعل بردار پی پی پی نے بارہا قتل میں تضاد کا مظاہرہ کیا ہے۔

کارپوریشن (KMC) ہوئی ہے۔ دنیا بھر میں بلدیاتی اداروں کو مقامی حکومت سمجھا جاتا ہے اور ہر جمہوری نظام انہیں جمہوریت کی زسری گردانتا ہے۔ پاکستان میں مرحوم فوجی آمر جنرل ضیاء تک نے اسی جذبے کے ساتھ بلدیاتی اداروں کو اپنایا تھا اور ان کے لئے لگا تار تین انتخابات کرائے تھے لیکن جمہوریت کی عظیم مشعل بردار وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور پی پی پی کے جیالوں نے بیشہ ان بنیادی اداروں کے انتخابات سے گریز کیا۔ انہیں اپنے خلوص نیت کا ثبوت دینے کے دو مواقع ملے تھے لیکن دونوں مرتبہ وہ ناکام رہے۔ وزیر اعظم اور پی پی پی ابھی بھی آمر اور اس کی باقیات کے سخت ناقد ہیں اور شاید وہ بلدیاتی اداروں کے منجید ڈھانچے کو آمر کا ورثہ سمجھتے ہیں۔

بے نظیر کی دوسری حکومت کے قیام کے بعد لوگ بلدیاتی انتخابات کی توقع کر رہے تھے۔ اگر بلدیاتی انتخابات ہوجاتے تو خاص طور پر کراچی کے لئے ایک عمدہ میکانزم مہیا ہوجاتا۔ اور اہالیان کراچی جن کی حکومت سندھ میں کوئی نمائندگی نہیں ہے اور جنہیں یہ احساس ہو رہا ہے کہ انہیں کوئے میں دھکیل دیا گیا ہے ان کی یہ شکایت بھی رفع ہوجاتی۔ لیکن بے نظیر بھٹو

جمہوریت کے بارے میں لمبے چوڑے دعووں کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ بے نظیر بھٹو نے بھی اپنی پارٹی میں انتخابات کی اجازت نہیں دی اور پارٹی میں بیشہ اوپر سے نیچے تک اپنی شخصی بھروفا داروں کو مختلف عہدوں پر فائز کیا ہے۔ باہر والوں کو پارٹی کے اس نقطہ نظر سے اختلاف کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن اگر یہی طریقہ عوامی دائرے میں آنے والی تنظیموں کے بارے میں اپنایا جائے تو ہر ایک کو اعتراض کا حق ہے۔ ان تنظیموں کو اپنی بقا اور نشوونما کے لئے جمہوریت درکار ہے۔ جمہوریت کے بارے میں ایڈہاک موقف کا سب سے پہلا شکار کراچی میٹروپولیٹن

نے اپنی ماضی کی روش سے انحراف نہیں کیا اور بلدیاتی انتخابات کو ملتوی کر دیا۔ اور کے ایم سی پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے اس نے انتخابات کی بجائے نامزدگی کا طریقہ اپنایا جس کے خلاف وہ ضیاء الحق کے دور میں احتجاج کرتی رہی تھیں۔

لوگوں نے ان خدشات کا اظہار کیا تھا کہ مشاورتی کونسل کے ارکان کے ایم سی اور کے ڈیپو ایس بی کے وسائل کی منظم طور پر لوٹ مار کریں گے جب کہ حکومت نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ ارکان بنیادی سطح پر بے لوث عوامی خدمت کے لئے ریکارڈ قائم کریں گے۔ اس تجربے کے نتائج نے عوامی خدشات کی تصدیق کی ہے۔

پی پی پی کے نامزد کردہ کے ایم سی مشاورتی کونسل کے ایک رکن سہیل انصاری نے کراچی واٹرا اینڈ سیرویس بورڈ کے گریڈ بیس کے افسر آفتاب احمد کی پٹائی کر کے اخبارات میں شہ سرخیاں لگوائیں یہ حرکت محض ایک چھوٹی سی بات پر کی گئی تھی۔ سہیل انصاری کو اپنے استعمال کے لئے KWSB کی گاڑی درکار تھی اور اس نے آفتاب احمد کو اپنا مطالبہ پورا کرنے کا حکم دیا تھا۔ آفتاب احمد نے ایڈمنسٹریٹر کی جانب سے سماعت کی وجہ سے گاڑی مہیا کرنے یا خریدنے سے معذوری ظاہر کی تھی۔ عوامی رقم اور وسائل کی لوٹ مار کے لئے اقتدار اور لالچ کا یہ مظاہرہ جمہوریت اور مطلق العنانیت کے درمیان فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ سہیل انصاری کا کیس جمہوری بد صورتی کا محض

ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ ماضی میں اسی کونسل کے ارکان ہر میٹنگ میں محض اپنے اعزازیوں، سہولتوں، ترقیاتی فنڈز کے اجراء وغیرہ کے لئے آواز اٹھاتے رہے ہیں۔ انہوں نے ٹوٹی پھوٹی سڑکوں، بند نالوں، بدبودار گلیوں، کچرے کے ڈھیر وغیرہ کے لئے کبھی حکومت کے سامنے عوام کی ترجمانی نہیں کی۔ وجہ سیدھی سی ہے۔ وہ صرف اپنے مسئلے کی ترجمانی کرتے ہیں اور جو مسئلہ ان کا نہیں ہے اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔

مشاورتی کونسل کی درجنوں ذیلی کمیٹیاں ہیں۔ ہر ذیلی کمیٹی کا ایک چیئرمین اور ایک وائس چیئرمین ہے۔ ہر چیئرمین اور اس کے نائب کو علیحدہ کرے اور کاربن دی گئی ہیں تین ہزار روپے ماہانہ اعزازیہ، مونسٹریلنگ اور اس کے پڑوں کا خرچہ اور حقوقی اخراجات کے لئے 1500 روپے اس کے علاوہ ہیں۔ ارکان کی مجموعی تعداد 230 ہے۔

کے ایم سی کے لئے جمہوری طور پر منتخب کونسل کیس سستی پڑتی اور اس "بے غرض" نامزد کردہ کونسل کے مقابلے میں اسے عوامی مسائل کے بارے میں کیس زیادہ تشویش ہوتی کیونکہ ایسی کونسل عوامی انگوں کا اظہار ہوگی اور وہ احتساب اور جوابدہی کے جذبے کے تحت کام کرے گی جو کہ کسی بھی نامزد کردہ سیٹ اپ بشمول کے ایم سی ہی ایڈوانٹری کونسل کے لئے ایک اجنبی چیز ہے، ہم توقع کرتے ہیں کہ ہماری اعلیٰ تعلیم یافتہ وزیر اعظم بھی اس نتیجے پر پہنچیں گی۔

شہری کی سرگرمیاں

شہری نے نیوکراچی کو آپریٹ ہاؤسنگ سوسائٹی اور مائینا سوسائٹی میں کیونٹی کی شراکت سے کچرے کے نکاس کے لیے ایک لائحہ عمل ترتیب دیا ہے۔ یہ علاقہ دو سو گھروں پر مشتمل ہے جہاں دو ذیلی برادریاں رہائش پذیر ہیں۔ اس علاقے میں گلیوں میں کوڑے کے ڈھیر لگے رہتے ہیں باغوں کا کوڑا، تھیراتی لمبہ اور پکڑا ڈپوں میں پھینکے جانے والا کرسٹل پکڑا چاروں طرف بکھرا رہتا ہے اور آلودگی کا مسئلہ پیدا کرتا ہے۔

بلدیہ کا عملہ گلیوں کی باقاعدگی سے صفائی نہیں کرتا۔ شہری کیونٹی کے ذریعے کچرے کو

ٹھکانے لگانے کا ایک منظم نظام قائم کرنا چاہتا ہے۔ کچرے کو ٹھکانے لگانے کے حوالے سے اس وقت جو صورت حال ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے شہری کارکن گھر گھر جا کے سروے کر رہے ہیں تاکہ ماحولیاتی صفائی کے بارے میں لوگوں کے نظریات اور رویے حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق کچرے کو ٹھکانے لگانے، حیاتیاتی، فاضل مادوں کا استعمال اور کچرے کو ٹھکانے لگانے کے ایک ایسے نظام کو قائم کرنے کی خواہش جسے خود ہی چلایا جائے اور خود ہی اس کی نگرانی کی جائے۔ یہ صرف ایک سروے نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد اہالیان علاقہ کو تزیین دے کر محرک کرنا

بھی ہے۔

اب تک کیوں کا ملا جلا رد عمل سامنے آیا ہے۔ ان میں سے بیشتر تعاون کے لئے تیار ہیں لیکن کچھ کا خیال ہے کہ یہ قابل عمل نہیں ہے۔ اس وجہ سے شہری کے اور کیونٹی کے کارکنوں نے خود تعاون کے خواہش مند اہالیان علاقہ اور خاکروبیوں اور کوڑا پھیننے والوں کی مدد سے گلیوں کو صاف کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ ہم لوگ واقعی اس علاقے میں کچرے کو ٹھکانے لگانے کا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ بعد میں شہری اور کیونٹی کے کارکن سڑکوں کی باقاعدگی سے صفائی اور گھروں سے کوڑا جمع کرنے کے لئے خاکروبیوں کو ملازم رکھیں گے۔ کیونٹی کے رضا کاروں میں مہارت پیدا کرنے کے لئے ترقیاتی مواد تیار کیا جائے گا تاکہ وہ کیونٹی کے معلم، کیو ٹیکسٹ اور

مقامی نگران کے طور پر کام کر سکیں۔ حیاتیاتی فاضل مادوں کے استعمال کی تربیت دینے کے لئے بھی تعلیمی اور ابلاغی مواد تیار کیا جائے گا۔ کیونٹی رضا کاروں کو غیر رسمی صحت کی تعلیم کیونٹی نیشن اور مانیٹرنگ کے لئے منصوبہ بندی کی دو روزہ تربیت دی جائے گی اور دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے سامنے گھریلو پیمانے پر حیاتیاتی فاضل مادوں سے کھاد تیار کرنے کے طریقے کا مظاہرہ کیا جائے گا۔

کے ایم سی کے ساتھ تعلقات کار قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ کے ایم سی کی مدد کرنے کے لئے مشترکہ طور پر ایک کام کے منصوبے کو نافذ کیا جائے اور اس کی نگرانی کی جائے۔ یہ بات واضح ہے کہ کیونٹی کے تعاون اور مدد کے بغیر کے ایم سی اپنے طور پر تیار فریضہ انجام نہیں دے سکتی۔

پینے کا پانی ابالنے کے لیے

اسٹیل کے برتن محفوظ ہیں

۱۔ مہلومیم کے برتن میں پانی ابالنا خطرے سے خالی نہیں

کراچی وائر سپلائی بورڈ کے فراہم کردہ تن کے پانی میں ۱ مہلومیم کی مقدار 0.24 ملی گرام فی لیٹر پانی مٹی ہے جو عالمی ادارہ صحت (WHO) کے 0.2 ملی گرام فی لیٹر کے معیار سے مطابقت رکھتی ہے۔

اگر پانی کو ۱ مہلومیم اور بھرت کے بنے ہوئے برتنوں میں ابالا جائے یا ان برتنوں میں کھانا پکایا جائے تو پانی میں ۱ مہلومیم کی خاصی مقدار شامل ہو جاتی ہے۔ اس کا انکشاف سوسائٹی فارکنز روٹین اینڈ پروڈیکشن آف انوائزمنٹ (سکوپ) کے زیر انتظام پانی برکتے جانے والے ایک تجربے سے ہوا۔ ۱ مہلومیم کے برتن میں ابالے جانے والے پانی میں ۱ مہلومیم کی مقدار 0.94 ملی گرام فی لیٹر پانی مٹی ہے لیکن جب پھلری ملے پانی کو ۱ مہلومیم کے برتن میں ابالا گیا تو اس ۱ مہلومیم کی مقدار کہیں زیادہ یعنی 72 ملی گرام فی لیٹر پانی مٹی جب کہ اسٹیل کے برتن میں ابالے جانے والے پانی کے عام پانی میں ۱ مہلومیم کی مقدار 0.28 تھی۔

”جب تک آپ کو یہ معلوم نہ ہو کہ ذخیرو شدہ پانی میں کسی خاص کیمیکل کی صحیح مقدار کیا ہے تب تک کبھی بھی پھلری، کلورین پوٹاشیم پرمینگنٹ چونا یا کوئی اور کیمیکل اپنے زیر زمین بالائی ٹینک میں استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ یہ پینے کے پانی کے بارے میں مختصر ترقی کو رس کے شرکاء کے لئے کورس کے کو آرڈینیشنل لائل کا مشورہ تھا۔

اس پروگرام میں بکشییا اور کیمیکلز کے ذریعے پانی کی آلودگی کے بارے میں مختصر گفتگو بھی شامل تھی۔ شرکاء کو ناخالص پانی کو پینے کے قابل بنانے کے آسان اور سادہ گھریلو طریقے بھی بتائے گئے۔

شرکاء کو ان مختلف اقدامات کے بارے میں بھی بتایا گیا کہ جو این جی او نے پینے کے پانی کے بارے میں کئے ہیں۔ اسی طرح کا ایک سروے پانی کو استعمال کرنے سے پہلے ابالنے کے بارے میں تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ ڈاکٹروں کے نزدیک پانی کو پینے کے قابل بنانے کا سب سے سستا اور محفوظ طریقہ اسے ابالنا

۱ مہلومیم کی سطح میں بہت زیادہ اضافہ پایا گیا ہے۔

دیگر مظاہر میں ۱۔ نئمیا، پھیوں کا درد، شدید قسم کا ہڈیوں کا درد جو ٹائمن ڈی کے بارے میں عدم اثر پذیری رکھنے والی ہڈیوں کی تباہی اور اس کے بعد فریجھز کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ ۱ مہلومیم ہڈی کی تھوں کے درمیان جمع ہونے لگتا ہے اور ہڈی کی تشکیل میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اگرچہ زیادہ تر صورتوں میں یہ خطرناک ثابت ہوتا ہے لیکن کچھ صورتوں میں اس کے دماغ ہونے والے نقصان وہ اثرات کو روکا جاسکتا ہے اگر پانی یا کھانے کے ذریعے جسم میں اس کا داخلہ بند کر دیا جائے۔ الزیمیر (ALZHEIMER)، بیماری اور دیگر طرح کی یادداشت کھوجانے کی بڑھانے کی بیماریوں کا تعلق دماغ میں ۱ مہلومیم کے جمع ہوجانے سے ہے۔ اگر آپ ۱ مہلومیم کے ذریعے اثرات سے بچنا چاہتے ہیں تو پانی کو اسٹیل کے برتنوں میں ابالنے کی عادت اپنائیں نہ کہ ۱ مہلومیم کے بھرت کے بنے ہوئے برتنوں میں۔

سیسہ پانی کو آلود کرنے والا ایک اور عنصر ہے۔ یہ گلیوٹائز پائپ اور گیزر کے ذریعے پانی میں شامل ہو جاتا ہے لیکن پینے کے پانی کو خطرناک حد تک آلودہ کرنے والا عنصر بکشییا ہے۔ بکشییا پانی اور سیورج کی لائنوں کے ٹوٹنے اور گندے پانی کے پینے کے پانی میں شامل ہوجانے سے یا پائپ سے پانی رسنے کی وجہ سے

پینے کے پانی میں شامل ہوجاتے ہیں۔ انسانی فضلے سے پانی کے آلودہ ہونے کے سینکڑوں واقعات سامنے آتے ہیں اور شرکاء کے اسپتالوں میں تھپش کے بہت سے مریض داخل ہوتے ہیں اور بہت سے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

سکشن پمپ کا استعمال بھی پانی کو آلودہ کرنے کا سبب بنتا ہے کیونکہ جب بہت سے سکشن پمپ ایک ساتھ چلتے ہیں تو پانی کی لائنوں میں خلا پیدا ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے ٹوٹے ہوئے حصوں اور سوراخوں میں سے گندی تالیوں کا پانی کھینچ کر اندر آجاتا ہے۔

کورس کے شرکاء کو سکوپ کی ہائیڈرو لیبارٹری میں پینے کے پانی کے بہت سے پیرامیٹرز کا تعین کرنا سکھایا گیا۔ کورس کے کو آرڈینیشن نے بکشییا کی پیدا آوری اور پینے کے پانی کی تعداد کا حساب لگانے کا مظاہرہ کیا۔ شرکاء کو اس موضوع پر ڈیو فلیمس بھی دکھائی گئیں۔

انٹرنل شرکاء کے سامنے پینے کے پانی کی آلودگی کے بہت سے پیلوڈوں کا تعارف پیش کیا۔ شرکاء میں گھریلو میٹیاں، اساتذہ، ڈاکٹرز، رضا کار اور طلبہ شامل تھے۔ انہیں ان خوف ناک بیماریوں کے بارے میں بھی بتایا گیا جو آلودہ پانی کے استعمال کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔

غیر سرکاری حملہ تنظیموں اور اسکولوں کی مدد سے مستقل قریب میں کراچی کے مختلف علاقوں میں ایسے ٹینک کورسز منعقد کئے جائیں گے۔



تعارف

ایس پی او

شہر کی تنظیموں کو مستحکم بنانا

یہ این جی او کیونٹی کی

بنیاد پر بننے والی تنظیموں

کی مدد کرتی ہے

پاکستان نے جمل کے کنویں کھودنے کے لیے کینیڈا سے رقم مانگی تھی لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔ بہرحال کینیڈا کی حکومت امداد دینے پر راضی ہو گئی تھی جسے آسان اقساط میں لوٹایا جانا تھا۔ امداد کی واپسی کے وقت کینیڈا کی حکومت نے فیصلہ کیا کہ اس رقم کو سماجی شعبے کی ترقی کے لیے استعمال کیا جائے لیکن اس کے ساتھ ایک شرط بھی عائد کر دی گئی تھی کہ اس رقم کو ان کی رہنمائی اور نگرانی میں خرچ کیا جائے گا۔

1987ء میں سیڈا نے ایک سوشل سیٹرفنڈ (SSF) پراجیکٹ قائم کیا تاکہ پاکستان میں سوشل سیٹرفنڈز فراہم کئے جاسکیں۔ 80 فی صد فنڈز پاکستان کی وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے سرکاری شعبے کے سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) کے چیدہ چیدہ سماجی ترقیاتی منصوبوں کی اعانت کے لیے استعمال کیے گئے اور بقیہ بین الاقوامی کنویں کے لیے بنائے جانے والے غیر سرکاری پراجیکٹس کے لیے علیحدہ رکھ دیے گئے غیر سرکاری منصوبوں کے لیے رقم کی فراہمی کو ایس ایس ایف کے تحت بنایا جانے والی ایک ایجنسی کو آڈیٹیشن کرتی تھی جسے اسٹیل پراجیکٹس سفس (ایس پی او) کہا جاتا ہے۔ شروع میں انہوں نے کچھ فینڈ ورکرز کو ملازم رکھا لیکن بعد میں (1990ء میں) انہوں نے اپنے حلقہ کار میں توسیع کی۔ ایک علاقائی آفس قائم کیا گیا اپنے قیام کے وقت یہ دیہی یا شہری علاقوں پر خصوصی زور دینے بغیر سارے علاقے کے لیے قائم کیا گیا اپنے قیام کے وقت یہ دیہی یا شہری علاقوں میں این جی او کو سی بی او (کیونٹی پرسڈ آرگنائزیشن) کہتے ہیں۔

گزشتہ سال میں ایس پی او نے کام کے لیے یکے بعد دیگرے دو حکمت عملیاں اختیار کیں۔ 1987ء سے 1990ء تک ایس پی او نے رضا کار دیہی تنظیموں کے پیش کردہ منصوبوں کے لیے رقم فراہم کی اور ان منصوبوں کو بنیادی طور پر زیریں ڈھانچے کے تحت کے لیے رقم فراہم کرنے والی درمیانی تنظیم کے طور پر کام کیا۔ اس حکمت عملی کو اپنانے کی وجہ سے جو بنیادی مسئلہ پیش آیا وہ رقم وصول کرنے والی تنظیموں میں منظم طور پر منصوبہ بندی کرنے اور ان پہل قدمیوں کو موثر طور پر نافذ کرنے کی استعداد کا

فقہان تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس پروگرام کو بہت سی رکاوٹوں اور زیاں کا سامنا کرنا پڑا۔

پھر ایس پی او نے مقامی وسائل کو کام میں لانے، ان کے انتظام اور اشیاء کی فراہمی کی منصوبہ بندی جو کیونٹی کی حلقہ بندیوں سے متاثر ہوتی تھیں کے لیے مقامی کیونٹی تنظیموں کو تربیت دینے کے عمل کا آغاز کیا۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ساتھی CBOs کی تربیت کے لیے ڈیولپمنٹ پلاننگ اینڈ مینجمنٹ (ڈی پی ایم) ٹریننگ ورکشاپس کا پروگرام شروع کیا گیا 93-1992ء کے دوران میں 52 CBOs کے عہدیداروں کو ڈی پی ایم پروگرام کے تحت تربیت دی گئی جب سیڈا (CIDA) نے "طویل المیعاد ڈیزائن کی تجویز" پیش کی جسے حکومت پاکستان نے منظور کر لیا تو ایک مقامی این جی او نے ایک خود مختار بورڈ آف گورنرز چلا تا تھا اور جس کی رہنمائی پاکستانی انتظامیہ کرتی تھی کی ساختیاتی تبدیلی کے نتیجے میں ملکیت موثر طور پر حکومت سے سنبھلی شعبے کو منتقل ہو گئی۔ طویل المیعاد ڈیزائن کی تجویز ایس پی او کے نصب العین کی تصدیق کرتی ہے:-

"کم آمدنی والی بستیوں کی مدد کے لیے این جی او اور کیونٹی کی بنیاد پر کام کرنے والی تنظیموں کو مضبوط بنانا تاکہ پائیدار ترقی کے لیے اپنے مقاصد حاصل کیے جاسکیں"

چنانچہ ایس پی او کے مقصد کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ اپنی مدد آپ پر زور دیتے ہوئے دیہی تنظیموں کو شراکتی ترقیاتی عمل میں حصہ لینے کے قابل بنایا جائے ایس پی او کے تجربے سے ایک بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب تک ادارہ جاتی استعداد کی تشکیل کو زیادہ ترجیح نہ دی جائے، مالیاتی وسائل کا تعارف کرانا نسبتاً زیادہ سماجی اخراجات کی شکل میں ظاہر ہو گا نہ کہ فائدہ کی شکل میں۔ چنانچہ منصوبہ بندی اور فیصلوں کے اس طرح نفاذ کی صلاحیت جو کیونٹی کی ضرورتوں کا موثر جواب ہو، میں مدد دینے کے لیے این جی او نے "سائنسے داری کے منصوبے" بنانے پر توجہ دی

پروگرام کا مقصد

اپنی سماجی اور اقتصادی ترقی کے عمل کو خود آگے بڑھانے کے لیے رسالت کے غریبوں کی استعداد میں اضافہ کرنا

تنظیمی ڈھانچہ

ایس پی او کا ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں ہے

اور چار علاقائی مراکز پشاور، لاہور، کوئٹہ اور حیدرآباد میں ہیں۔ اس نے نگران ڈویژن میں ایک دیہی تعلیمی پروگرام بھی شروع کر رکھا ہے جس کا دفتر تربیت میں ہے۔

ان تمام مراکز میں تعلیم یافتہ پیشہ ور ترقیاتی سائنس دان میکینیکل آلات کے ساتھ موجود ہیں۔ گزشتہ پانچ سالوں میں ایس پی او نے 89 منصوبوں کے لیے رقم فراہم کی ہے اور ان کی اعانت کی ہے۔ رقم فراہم کرنے کے مرحلے کے دوران میں مندرجہ ذیل مسائل پیش آتے ہیں:-

(1) نفاذ میں مشکلات: (منصوبہ بندی میں کیونٹی کو شامل نہیں کیا گیا تھا اس لیے نفاذ کے مرحلے میں کیونٹی نے کچھ باتوں کی مزاحمت کی)

(2) رقوم کی خرید و سولوں کو پورے طور پر استعمال نہ کرنا یا کیونٹی میں کچھ مفاد رکھنے والے گروہوں کی جانب سے ان سولوں کے استعمال کی بدولت دوسروں کی رسائی محدود ہو جاتا۔

(3) رقم وصول کرنے والے گاؤں میں حل نہ ہونے والے اختلافات اور دیہی تنازعات: ایس پی او اب پراجیکٹ کے لیے رقم فراہم کرنے کی شرط اولین کے طور پر ایک وسیع البنیاد سماجی سہارا تشکیل دینا چاہتی ہے تاکہ غلام استعمال اور کم استعمال کی روک تھام ہو سکے۔ وہ تنظیموں کی اپنی کمیونٹیوں میں ترقیاتی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی اور نفاذ کی استعداد کو بہتر بنانے پر توجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ وہ اپنی بستیوں میں اقتصادی اور سماجی تبدیلی کے ایجنٹ کے طور پر کام کر سکیں۔

دوسرا مرحلہ کیونٹی کی بنیاد پر کام کرنے والی تنظیموں (CBOs) کی استعداد کو بڑھانے کے لیے وقف کیا گیا ہے۔

ایس پی او ان تنظیموں کو خاص طور پر ان معاملات کے بارے میں تربیت دیتی ہے جن کا تعلق (1) تربیتی معاونت (2) میکینیکل معاونت (3) مالی امداد سے ہو سی بی او کو چننے کا معیار یہ ہے کہ اس سی بی او نے کیونٹی کے لیے کتنا کام کیا ہے اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ آیا کیونٹی بھی اس خاص سی بی او کے ساتھ ہے یا سی بی او کو وہ اپنے لیے چاہیے۔

ایس پی او کی پالیسی یہ ہے کہ وہ ہر سال دو اضلاع لے لیتی ہے۔ ہر ضلع میں ایک گروہ ہوتا ہے اور ہر گروہ میں آٹھ سی بی او ہوتی ہیں مثال کے طور پر ایس پی او سندھ کے دو کو آڈیٹیشنرز ہیں۔ ایک مرد اور ایک عورت یہ

سی ایچ ایس
کراچی۔ فون نمبر 431384

مسز اسحاق

سب انسپلر۔ ہیلتھ ڈپارٹمنٹ۔ بالمقابل سندھ
مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی مارکیٹ
ایس ایم سی ایچ ایس کراچی فون نمبر 431384



شہری کے مئے ارکان

245 جناب عشرت طفیف

246 جناب نذیر محمود

247 جناب کمال اعظم

گور زہندہ

248 جناب قائم علی شاہ

ایم پی اے

249 جناب کاظم حسن

250 مسز ظفر رشید الحق

251 جناب عارف عثمان

252 جناب ندیم احمد

253 جناب لاشف علی شاہ



”شہری“ سے پوچھئے

یہ معلوم کرنے کے لیے کہ بلدیاتی حکومت
کا کون سا محکمہ آپ کے شہری مسائل کو حل
کرنے میں مدد سے سکتا ہے ”شہری“ سے رابطہ
قائم کیا جاسکتا ہے
شہری (سی بی اے)
206۔ جی۔ بلاک II

پی ای سی ایچ ایس کراچی

موضوع: اپنے علاقے میں

پکڑے کے ڈھیر کی شکایت

میں مایا کالونی میں رہتی ہوں اور آپ کے
علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ ہمارے
علاقے میں سڑکوں کے کنارے غیر قانونی
پکڑے کے ڈھیر جمع کئے جاتے ہیں۔

براہ مہربانی مجھے بتائیے کہ میں اس پریشانی
سے نجات پانے کے لیے کس سے رابطہ قائم
کوں کیوں کہ اس کی وجہ سے بہت زیادہ
مانویاتی آلودگی پھیل رہی ہے۔

شکریہ
مسز حق۔ مقیم مایا کالونی

سبزپٹی کا غلط استعمال

شہید ملت روڈ کی بنی کو غلط طور پر کارپارٹنگ
کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ براہ مہربانی مجھے
بتائیے کہ اس طرح کی صورت حال سے کون
سے اتھارٹی غشی ہے تاکہ میں اس سے مدد
طلب کر سکوں۔

مسز صدیقی۔ مقیم این کے سی ایچ ایس

مسز رشید الدین راشد
رکن مشاورتی کونسل
کراچی۔ پناہت کالونی 60

ڈسٹرکٹ ایسٹ میڈیکل آفس
کے ایم سی ڈینٹل کلینک

بالمقابل اسلامیہ کالج
کراچی۔ فون نمبر 4918196

مسز عطارد اس
ہیلتھ آفیسر۔ ہیلتھ ڈپارٹمنٹ

بالمقابل سندھ مسلم ہاؤسنگ مارکیٹ۔ ایس ایم
سی ایچ ایس

کراچی۔ فون نمبر 431384
عبدالوحید بھٹی

ایس کیو۔ ہیلتھ ڈپارٹمنٹ
بالمقابل سندھ مسلم ہاؤسنگ مارکیٹ۔ ایس ایم

تحت سوشل فار سٹری کی طرف دی جانے والی
ترتیب (جو صرف کسانوں کے لیے تھی) کے
بارے میں 55 سی بی اوز کو معلومات فراہم کیں
جن میں سے 34 نے شرکت کی اور چھ میں نے
اپنے لیے اسی طرح کی ٹریننگ حاصل کرنے کی
خواہش کا اظہار کیا۔ یوں کیونٹی ڈیولپمنٹ
ورکر ایس پی او کے کیونٹیکیشن پروگرام سے
مستفید ہوئے ترقیاتی رقوم کا اندازہ لگانے
کے بعد ایک CBO کو عام طور پر پانچ لاکھ روپے
دیئے جاتے ہیں۔ اس کا سی بی اوز پر اچھا اثر
پڑتا ہے اور کس فیم (OXFAM) کی رپورٹ
کے مطابق ایس پی او کی تربیت یافتہ سی بی اوز
کے گروہوں کی جانب سے کئی تجاویز سامنے آئی
ہیں۔

سیڈا شروع سے اس تنظیم کے کام کی نگرانی
کرتی رہی ہے۔ جب 1994 میں اسے پاکستانی
حکام کو منتقل کیا گیا تو اس کا نام بدل دیا گیا اب
SPO سے مراد (ORGANISATION
PARTICIPATORY
STRENGTHENING)

اس کی پاس پانچ
سال کے لیے فنڈز موجود ہیں جنہیں بتدریج کم
کیا جائے گا۔ ابتداء میں انہوں نے مشاورتی
سروس شروع کی تھی لیکن بعد میں اسے ختم
کر دیا گیا کیوں کہ یہ ان کے منشور میں شامل
نہیں تھی۔

ایسے دیہات جہاں کوئی بھی خواندہ عورت
نہیں ہے وہاں ایس پی او نے عورتوں کے لیے
خواندگی پروگرام شروع کیا ہے ان عورتوں کو
تین گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے گروہ
میں پانچ سال سے کم عمر کی بچیاں دوسرے میں
نوسال اور اس سے بڑی بچیاں اور تیسرا گروہ
بالغ عورتوں کا ہے۔ اس پراجیکٹ کے لیے
برٹش کونسل، ایس پی او اور سیڈا رقم فراہم
کر رہے ہیں۔ اس پروگرام کا سب سے اہم نکتہ
یہ ہے کہ پانچ سالہ پروگرام کو تین سال کے
اندر مکمل کر لیا جائے گا۔

ایس پی او کو کبھی سماجی دباؤ کا تجربہ نہیں ہوا
لیکن سی بی اوز کو ان علاقوں میں جو دیہاتوں کے
زیر اثر ہیں بہت زیادہ سماجی دباؤ اور کیونٹی کے
باہمی عمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شروع میں
لوگ سی بی اوز کے ساتھ تعاون نہیں کرتے تھے
کیوں کہ وہ ڈیہروں کی طرح کیونٹی کو مالی مدد
فراہم نہیں کرتی تھیں لیکن بعد میں سی بی اوز
کے کیونٹی ورکر کی وجہ سے وہ ان کی طرف
راغب ہونے لگے۔

لوگ گروہی نقطہ نظر سے کام کرتے ہیں اور سی
بی اوز کے ساتھ ہی صورت حال کے بارے میں
لائف عمل تیار کرنے کے لیے مشینیں کرتے
ہیں اور اس علاقے کا دورہ کرتے ہیں جہاں سی
بی اوز کام کر رہی ہیں تاکہ اندازہ لگایا جاسکے کہ
کس قسم کی تربیت دی جا رہی ہے۔

ڈی پی ایم

ایس پی او کیونٹی کی بنیاد پر کام کرنے والی
ان تنظیموں کی ضروریات کے مطابق ایک
تربیت تیار کرتی ہے ہر گروہ کو تین روزہ تربیت
دی جاتی ہے۔ ہر علاقہ خود اختیار ہوتا ہے۔
تربیت ان کے اپنے علاقوں میں دی جاتی ہے
کیوں کہ یہ زیادہ مناسب ہے۔ نیٹ ورک
بنانے کے لیے ضروری ہے کہ سی بی او کا ایک
دوسرے کے ساتھ تعلق ہو یا وہ ایک ہی علاقے
میں ہوں۔

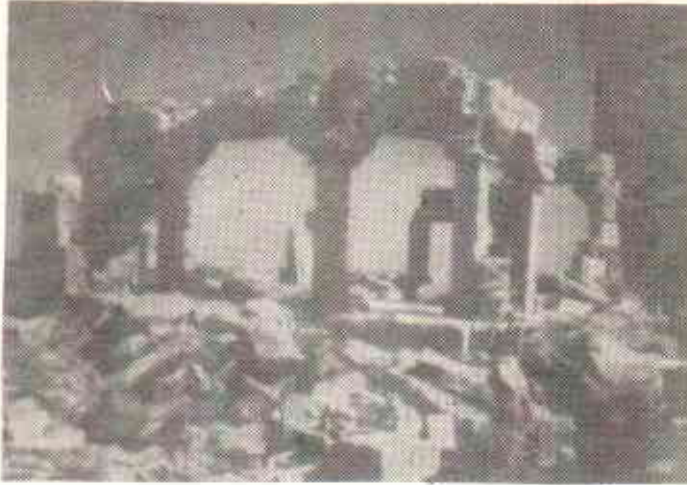
اس کے لیے طریقہ کار یہ استعمال کیا
جاتا ہے کہ سی بی او کو تین روزہ تربیت دی
جاتی ہے۔ ہر سی بی او کو اپنی تنظیم کے تین
ارکان بھیجنا ہوتے ہیں۔ اس تربیت میں 27
ارکان نے حصہ لیا۔ بعد میں ان تربیت یافتہ
ارکان کو اپنی تنظیم کے دیگر ارکان کو تربیت دینا
ہوتی ہے۔ پروگرام افران ٹریننگ سیشنز میں
بھرا اور (Facilitator) فیسیلیٹر کی حیثیت
سے شامل ہوتے ہیں۔ ٹریننگ کے بعد سی بی اوز
کو اس ٹریننگ میں سکھانے کے لیے طریقوں پر عمل
درآمد کے لیے ایک ماہ دیا جاتا ہے اس کے بعد
ایس پی او اور سی بی او دوبارہ ملاقات کرتے ہیں
اور ٹریننگ کے نتائج پر بحث و مباحثہ کرتے ہیں
اور مختلف اضلاع میں CBOs کی مزید
ضروریات کا ٹریننگ کے حوالے سے جائزہ لیتے
ہیں۔ یہ ایک سال طویل عمل ہوتا ہے اور
مجموعی طور پر یہ تین سالہ پراجیکٹ ہے۔ ایس
پی او سے مدد حاصل کرنے کی خواہش مند سی بی
او کے بارے میں فیصلہ کرنے کا معیار یہ ہے کہ
کیا وہ واقعی ضرورت مند ہیں اور انہیں کیونٹی
کے ساتھ کام کرنے کا تجربہ ہے۔ کوئی بھی ایسی
تنظیم جو ایسی مارتس رکھتی ہو جن سے دیکھی
کیونٹی کو قائم بنانے کے لیے اس کے پاس مالی
وسائل نہ ہوں SPO کیونٹی اور مالی طور پر
اس کی کفالت کرتی ہے۔ SPO کو شش کرتی
ہے کہ ان سی بی اوز کی ضروریات کے مطابق
ان کا رابطہ دیگر NGOs یا ڈونرز کے ساتھ قائم
کروائے۔

ایس پی او نے اپنے کیونٹیکیشن پروگرام کے

مکلی..... ایک محافظ کے انتظار میں!

مکلی کے نقشین ٹکڑے معزز شخصیات کے

ڈرائنگ روموں میں نظر آتے ہیں۔



آرکیالوجی ڈپارٹمنٹ کے نسلی امتیاز کا نتیجہ ہے یا محض ہمارے رہنماؤں کی مسخ شدہ ترجیحات کی عکاسی ہے۔

تب تک مکلی کسی فرزند زمین (بانت زمین) کا منتظر ہے جو آنے والی نسلیوں کے لئے اس کی دیکھ بھال کرے (بہ شکریہ: آرکیئٹیکٹ جنرل 1994ء)

کہا کہ انہیں منتقلی ڈیزائنوں کے ٹکڑے اور سنگتراشی کے نمونے ہماری معزز ترین شخصیات کے بنگلوں میں نظر آئے۔

اس حقیقت سے سب آگاہ ہیں کہ آرکیالوجی ڈپارٹمنٹ مکلی کی یادگاروں کی حفاظت کرنے میں بری طرح ناکام رہا ہے ابھی اس کا تعین کرنا باقی ہے کہ آیا یہ ناکامی

مکلی کے آثار قدیمہ کے قیمتی خزانے کو ہر شخص مفت حاصل کر سکتا ہے۔ آئیے اور جو آپ کو پسند ہے لے جائیے آپ صدیوں پرانے

پتھر یا جو بھی چاہیں لے جائیں اور اسے بیچیں یا اپنے ڈرائنگ روم میں سجائیں۔ کم از کم آرکیالوجی ڈپارٹمنٹ کی کارکردگی کو دیکھ کر تو ایسا ہی لگتا ہے جو مکلی کی پہاڑیوں میں واقع چودھویں صدی کے ان کھنڈرات کی حفاظت اور دیکھ بھال کا ذمہ دار ہے۔

کئی عشروں سے سندھ کے ثقافتی ورثے سے دست بردار ہو جانے اور اسے نظر انداز کرنے پر اب مکلی ہمارے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے لئے سامنے آیا ہے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ

ایک سوہانی قانون ساز نے ان صدیوں پرانے آثار قدیمہ میں مبینہ طور پر ایک غیر قانونی اقدام کیا جس کے بدولت مکلی پاکستانی اور بین الاقوامی پریس کی سرخیوں کی ذمیت بنا۔

اب ایک مرتبہ پھر لوگوں کی توجہ دنیا کے اہم ترین قبرستان کی جانب مبذول ہو گئی ہے۔ مکلی کے اعلیٰ کے بارے میں معاشرے کے مختلف طبقات کا رویہ مختلف رہا ہے۔ زیادہ تر لوگوں نے زبانی جمع خرچ، استہزائیہ پن اور انگشت نمائی جیسے روایتی رد ہائے عمل کا مظاہرہ کیا۔

”ایک زیر حفاظت علاقے میں اس کو سڑک تعمیر کرنے کی جرات کیسے ہوئی؟ ان لوگوں نے ناراضگی سے پوچھا جو سندھ کے ثقافتی ورثے کا خیال رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔“ وہ ایک دولت مند اور بارسوخ شخص ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ دوسروں نے تبصرہ کیا زیادہ تر لوگوں کی توجہ کا مرکز پلنی کا وہ غیر مشہور قانون دان رہا جس نے زیر حفاظت علاقے سے گزرنے والی سڑک کی تعمیر کا حکم دیا تھا لیکن

WAVE

ورلڈ اکیڈمی وائٹس ایجوکیشن

کراچی کے ہلا کو پینے

پاکستان کے عوام تشدد کے ہاتھوں سخت پریشان ہیں۔ بددلتی کی نوک پر ڈاکے، اغواء، قتل، زنا بالجبر اور شخص حملوں میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور آج کل ہمیں واقعی ایک سنگین صورت حال کا سامنا ہے۔ مجرموں کی نئی نسل کی پرورش کارٹون فلموں اور ٹی وی کی ذہنی غذا پر ہوئی ہے۔ یہ کارٹون تشدد لڑائیوں کا ایک مسلسل سلسلہ ہیں۔ ایسی فلمیں یا کارٹون بے حد کم ہیں جن میں لوگوں کو اپنے اختلافات طے کرتے ہوئے دکھایا گیا ہو۔ اگر ہم عملی مثالوں سے نہیں سکھائیں گے تو امن کیسے قائم ہوگا۔ ہم امن کے حصول کی توقع کیسے رکھ سکتے ہیں؟ انسانی زندگی کے احترام کو بحال کیا جانا چاہیے عظیم تر شخصیت اقدار قائم کی جائیں اور مسائل کو حل کرنے کی کوشش جس کی اس وقت دنیا کو ضرورت ہے کو مسلسل جاری رکھا جائے۔

”ان کے لئے“ یا ”ہمارے لئے“ والے رویے کو ہم مل جل کر اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں“ والے رویے سے بدلنا چاہیے۔ براہ مہربانی میڈیا کو اس نئی ”ویو“ پر امن کی جانب آگے بڑھانے کی کوشش میں میرا ساتھ دیجئے اور ٹی وی، ویڈیو یا سینما پر تشدد کو دیکھنے سے انکار کر دیجئے اور فلموں اور تقریحات میں عدم تشدد کا مسلسل مطالبہ کرتے رہیں۔

ہمارے بچوں، ہمارے ملک اور ہمارے دنیا کی حفاظت میں مدد کیجئے

جینفر سی بی بی ایف / ایف - 8 - بلاک 8 کلفٹن - کراچی

پاکستان - فون 0293-587